

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کا یہ اعتراض ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ستارے غفار رحیم ہے تو پھر قمار کیوں ہے، وہ ایک شخص کو خود ہی موقعہ دیتا ہے کہ وہ ظلم کرے کسی کو قتل کرے جیسا کہ شمر نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا خدا نے خود ہی یہ اس کے لیے مقدر کر رکھا تھا۔ پھر شمر پر قہر نازل کرنا چہ معنی؟ ازراہ کرم اس عقدہ کو ضرور حل کیجئے (محمد اسماعیل خاں محمد بشیر خاں ازحیدر آباد سندھ)

## الحجاب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

!و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

یہ تقدیر کا مسئلہ ذرا ٹیڑھا ہے۔ اس لیے ہر کس وناقص کی سمجھ میں آنا ذرا مشکل ہے۔ ہاں اس کی ابتدائی منزلوں کو سمجھ لیجئے۔ زیادہ گہرائی میں نہ چلیئے۔ خدا تعالیٰ دونوں صفات کا مالک ہے، یعنی وہ رحیم بھی ہے غفور بھی ہے اور اس کی ہر صفت مومنوں کے لیے مختص ہے وہ جبار بھی ہے اور قہار بھی ہے۔ اور یہ وصف منکرین اور کافرین کے لیے مخصوص ہے اس حد تک تو سب کو اتفاق ہے کہ خدا وہی ہو سکتا ہے وجود دونوں صفات کا مالک ہو۔ اور جب تک یہ دونوں صفات یکجا نہ ہوں۔ خدا خدا ہو ہی نہیں سکتا۔ جب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہر ماں اور ہر باپ میں یہ دونوں اوصاف جمع ہیں۔ وہ اولاد سے محبت و شفقت بھی کرتے ہیں اور کبھی اسے مار تے ہیں اور سزا سن کر کرتے ہیں۔ یہی حال استاد کا ہے اور یہی حال ہر حکمران کا۔ اور اس سے نظام عالم قائم ہے۔ پھر اگر خدا میں یہ دونوں وصف موجود ہوں تو اعتراض کیوں؟ اب رہا یہ عقدہ کہ خدا جب جانتا ہے کہ فلاں یہ کام کرے گا فلاں قاتل ہوگا اور فلاں مقتول، تو پھر ان کا قصور کیا؟ اور ان کو سزا کیسی؟ بات یہ ہے کہ عوام نے تقدیر کا مطلب یہ سمجھ رکھا ہے کہ خدا اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ ایسا کرے، حالانکہ یہ بات سرے ہی سے غلط ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کو نیک و بد دونوں راہیں دکھا دی ہیں اور اسے امتیاز کی توفیق بھی عطا فرمادی ہے، وہ جانتا ہے کہ یہ بچھو ہے یہ سانپ ہے نہ ان کے قریب جانا ہے نہ ان کے بل میں انگلی دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ شیر ہے بھڑیا ہے پھاڑ لکھائے گا۔ اس لیے ان سے دور دور رہتا ہے اور بچتا ہے۔ مگر اسی طرح جب اسے ستایا جاتا ہے کہ یہ کام برا ہے اس میں تمہاری ہلاکت ہے۔ جو نہ کھیلنا، شراب نہ پینا، چوری نہ کرنا، زنا سے بچنا، قتل و غارت سے دور رہنا۔ مگر وہ ان سے نہیں بچتا تو پھر قصور اس کا اپنا ہے نہ کہ کسی اور کا، آپ نے بہت ہی کم سنا ہوگا کہ کسی نے دیدہ دانستہ بھائی بھوش و حواس از کو داپنا ہاتھ شیر کے منہ میں دے دیا ہو۔ از خود ہاتھ کی نیچے آکر کچلا گیا ہو۔ کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گیا ہو۔ مگر یہ آپ نے عام سنا ہوگا کہ فلاں نے فلاں کو قتل کر دیا، فلاں نے چوری کی، شراب پی، رشوت لی کیوں؟ اس لیے کہ ان کاموں میں اسے مزہ آتا ہے شیطان تحریک کرتا ہے۔ رحمان کبھی تحریک نہیں کرتا وہ تو روکتا ہے اس نے روکنے کے لیے پیغمبر بھیجے ان کے نائب بھڑے اس لیے وہ تو بری الذمہ ہے اور مجرم تو یہ خود ہے اور تقدیر کو محض بہانا بنا رہا ہے تقدیر تو خدا تعالیٰ کے ذاتی علم کا نام ہے، وہ ذاتی طور پر ہر شخص کے متعلق جانتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا، جس طرح ایک استاد جانتا ہے کہ کون کون لڑکا ہوشیار ہے اور کون کون کمزور، کون فیل ہوگا اور کون پاس، مگر محنت کا حکم سب ہی کو دیتا ہے اگر کمزور لڑکا یہ کہلے کہ میرے متعلق تو استاد نے کہا تھا کہ یہ فیل ہو جائے گا۔ اب اس میں میرا کیا قصور ہے؟ تو ساری دنیا اسے ملامت کرے گی کہ اس میں استاد کا قصور نہیں۔ تیرا ہی قصور ہے، اگر محنت کرتا تو پاس ہو جاتا، استاد کا تو محض اندازہ تھا۔ جو غلط بھی ہو سکتا تھا۔ انسانی انداز سے بحکمت غلط ہوتے رہتے ہیں۔ مگر خدائی اندازہ (جیسے تقدیر کا نام دے دیا گیا ہے) کبھی غلط نہیں ہوتا، وہ ہو کر رہتا ہے۔ بس بات اتنی سی ہے جو سمجھ لے وہ مومن ہے نہ سمجھے تو منکر۔ (مولانا عبد الجبید سوہد ری رحمۃ اللہ علیہ، (انخبار اہل حدیث سوہدہ جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۶)

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 09 ص 121

محدث فتویٰ